(افاداتِ عالیہ)

مجددِ عصر حاضر شیخ المشائخ

حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن

پیر ارچی وخراسانی مبارک دامت برکاتہم عالیہ

مرتب

خاکپائے فقیر مشتاق احمد نقشبندی سیفی ماتریدی

ناشر

محمدیہ سیفیہ پبلیکیشنز

نام کتاب..............اقسام وجد

مرتب...........علامہ پروفیسر مشتاق احمد سیفی

اہتمام اشاعت.......صوفی غلام مرتضیٰ سیفی

معاون اشاعت......صوفی فیاض احمد محمدی سیفی

ناشر...........ادارہ محمدیہ سیفیہ پبلیکیشنز آستانہ عالیہ

راوی ریان شریف لاہور

تعداد.........................گیارہ سو (1100)

قیمت........................15 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ سیفیہ عالیہ سیفیہ نقشبندیہ فقیر آباد شریف

مکتبہ محمدیہ سیفیہ حسین ٹاؤن آستانہ عالیہ راوی ریان شریف لاہور (لکھوڈیر)

جامعہ جیلانیہ سیفیہ روڈ لاہور کینٹ

آستانہ عالیہ گلزاریہ سیفیہ چونگی امر سدھو لاہور

بظلِ عنایت

محبوب سبحاں، مجدد دوراں مفکر اسلام

حضرت پیر اخندزادہ سیف الرحمٰن پیرارچی مبارک

دامت برکاتہم العالیہ

بظلِ حمایت

مخدوم اہل سنت، شیخ العلماء منظور نظر مجدد دوراں

حضرت پیر میاں محمد سیفی حنفی ماتریدی دامت برکاتہم العالیہ

وجد کی تعریف، اقسام اور ثبوت

اللہ تعالیٰ کے کلام پاک سے متاثر ہونے یا اللہ پاک کا ذکر کرنے یا اس پاک ذات کا خوف پیدا ہونے سے جب انسانی بدن کانپ اُٹھے یا حرکت کرنے لگے اور بدن کی یہ حرکت خواہ تمام بدن کی ہو یا بدن کے بعض حصوں کی ہو یا تمام چمڑے کی حرکت ہو یا بعض چمڑے کی، اسے وجد سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور یہ حالت غیر اختیاری ہوتی ہے۔

وجد اور غشی میں فرق

۱۔ غشی میں عقل اور ہوش مسلوب ہو جاتے ہیں جبکہ وجد میں عقل و شعور موجود ہوتے ہیں صرف اختیار مسلوب ہوتا ہے۔

۲۔ غشی سے نماز میں فساد پیدا ہو جاتا ہے جبکہ وجد میں فساد صلوٰۃ نہیں ہوتا۔

قرآن پاک سے وجد کا ثبوت

(۱) اللہ نزل احسن الحدیث کتبا   اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدا کلام نازل کیا ہے جو

متشابہا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ۔ (سورۃ الزمر آیت ۲۳)
ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے اور بار بار دہرائی گئی ہے۔ اس سے ان لوگوں کے بدن کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے بدن کی حرکت، اجزاء اور اضطراب ثابت ہے۔

(۲) ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ ۔ (سورۃ الزمر آیت ۲۳)
پھر ان کے بدن اور دل نرم اور فرمانبردار ہو کر اللہ تعالےٰ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ سے جلد یعنی بدن کے چمڑے اور قلوب یعنی لطائف کا نرم ہونا اور حرکت کرنا ثابت ہے۔

(۳) انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ۔ (سورۂ فاطر آیت ۲۸)
اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے لوگ علماء ہی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ بدن کی حرکت کُلاً یا بعضاً علی حسب الاختلاف واستعدادات اولیاء کرام کی صفت مادحہ ہے اور حالت محمودہ ہے۔

(۴) واختار موسیٰ قومہ سبعین رجلا لمیقاتنا فلما اخذتھم الرجفۃ ۔ (سورۃ الاعراف آیت ۱۵۵)
اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر افراد ہمارے میقات کے لیے منتخب کیے پس جب ان کو رجفہ (بدن کی حرکت) نے پکڑ لیا۔

علامہ محمود آلوسی البغدادیؒ "روح المعانی" جلد سوم میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

ان موسیٰ علیہ السلام اختار سبعین رجلا من اشراف قومہ ونجباءھم اہل الاستعداد والارادۃ والطلب
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر ایسے آدمی منتخب کیے جو کہ شریف، بزرگ، باستعداد و مریدین حق، اصحاب طلب اور

والسلوك فلما اخذتهم الرجفة
اى رجفة البدان التى هى
مبادى صعقة الفناء عند
طريان بوارق الانوار وطوالع
تجليات الصفات من اقشعرار
الجسد وارتعاده وكثيرا
ما تعرض هذا الحركة للسالكين
عند الذكر او سماع
القرآن او ما ينشدون
به حتى تكاد تتفرق اعضاء
هم وقد شاهدنا ذلك
فى الخالديين من اهل الطريقة
النقشبندية وربما يعتريهم
فى صلاتهم صياح معه فمنهم
من يستأنف صلوة لذالك و
منهم من لا يستأنف وقد
كثر الانكار عليهم وسمعت
بعض المنكرين يقولون ان كانت
هذه الحالة مع وجود العقل
والشعور فهى سوء ادب ومبطلة
الصلوٰة قطعا وان كانت مع

اہل سلوک تھے۔ پس جب ان کو رجفہ نے
پکڑ لیا۔ یعنی بدن کی حرکت نے ان کو پکڑ لیا۔
جو کہ فنا کی صعقہ (بے ہوشی) کی ابتدا میں
پیش آتی ہے۔ انوار رحمانیہ کے نزول
اور صفات کی تجلیات کے ورود کے وقت
یہ حالت پیش آئی ہے جس کے اثر سے
بدن میں لرزہ، حرکت اور اضطراب آتا ہے
اور اکثر اوقات یہ حالت سالکین طریقت
کو ذکر اور تلاوت قرآن کے وقت پیش آتی
ہے اور جس چیز سے وہ تاثیر لیتے ہیں (یعنی ترجمہ
نعت خوانی) یہاں تک کہ اعضاء بھی ٹوٹ
جاتے ہیں اور ہم نے یہ حالت حضرت مولانا
خالد قدس سرہٗ کے مریدین میں مشاہدہ کی ہے
کہ بعض اوقات ان کی نماز میں حرکات کے
ساتھ چیخیں بھی نکل جاتی ہیں۔ پس بعض نماز
کا اعادہ کرتے ہیں اور بعض اعادہ نہیں
کرتے اور ان پر انکار زیادہ ہو رہا ہے۔
اور میں نے بعض منکرین سے سنا ہے کہ
وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حالت عقل و شعور کے
باوجود ہے تو یہ بے ادبی ہے اور نماز کو
قطعی طور پر باطل کرنے والی ہے اور اگر

عدم شعور وزوال عقل
فهي ناقضة للوضوء ونراهم
لا يتوضئو واجيب بانها
غير اختيارة مع وجود العقل
والشعور وهي كالعطاس
والسعال ومن هنا لا ينتقض
الوضوء بل ولا تبطل الصلوٰة
ولنص بعض الشافعية ان
المصلى لو غلبه الضحك
فى الصلوٰة لا تبطل الصلوٰة و
يعذر بذلك فلا يبعد ان
يلحق ما يحصل من آثار
التجليات الغير الاختيارية
بما ذكر للعلة المشركة
بينهما، ولا يلزم من كونه
غير اختيارى كونه صادرا
من غير شعور فان حركة
المرتعش غير اختيارية مع
الشعور بها وهو ظاهر فلا
معنى للانكار۔

عقل وشعور زائل ہونے کی وجہ سے ہے
تو پھر سکر کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
اور یہ سالکین وضو کا اعادہ نہیں کرتے
لیکن میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ
نماز میں یہ حالت مذکورہ غیر اختیاری ہے
اور عقل وشعور کے باوجود پیش آتی ہے
اور ان کی مثال کھانسی اور چھینک کی طرح
ہے اس لیے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ
نماز باطل ہوتی ہے اور شوافع نے کہا
ہے اگر نمازی پر ہنسنا غالب آجائے، تو
اس کی نماز فاسد نہیں ہے اور نمازی اس
صورت میں معذور سمجھا جائے گا پس بعید
نہیں کہ تجلیات غیر اختیاریہ کے آثار کو بھی
اس کے ساتھ ملحق کیا جائے اور عدمِ فسادِ
صلوٰۃ پر حکم کیا جائے اور کسی چیز کے غیر
اختیاری ہونے سے اس چیز کا غیر شعوری ہونا
لازم نہیں۔ کیونکہ مرتعش کی حرکت غیر اختیاری
ہے اور غیر شعوری نہیں ہے بلکہ اس کے
شعور وعقل موجود ہوتی ہے اور یہ تو ظاہر
باہر والا معاملہ ہے پس اس سے انکار کرنے
کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ علامہ محمود آلوسی بغدادیؒ نے بدن کی حرکت اور لرزنے کو خداوند قدوس کے انوارات کا اثر قرار دیا ہے اور سالکین اور مریدین خصوصاً طریقہ نقشبندیہ والوں کو حالت ذکر یا تلاوت کلام اللہ کے وقت یا توجہ مرشد کامل کے وقت اور یا خشیت خداوندی کے غلبہ کے وقت یہ حالت پیش آتی ہے نیز عقل و شعور کے موجود ہونے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اور وضو بھی نہیں ٹوٹتا۔ صرف اختیار سلب ہوتا ہے۔

اب اسی مسئلہ یعنی اقشعرار الجسد (جسم کی حرکت یا لرزہ) کی وضاحت کیلئے چند احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) من اقشعر جلدہ من خشیۃ اللہ تحاطت عنہ الذنوب کما تحاطت ورقۃ الشجرۃ الیابسۃ۔

جو بدن اللہ تعالیٰ کی خشیت اور خوف کی وجہ سے حرکت کرنے لگا تو اس سے اس طرح گناہ زائل ہو جاتے ہیں جس طرح شجر سے خشک پتے گر جاتے ہیں۔

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی اور تین دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اقرأ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ما انا بقاری اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قال فاخذنی فغطنی الثالثۃ ثم ارسلنی فقال اقرأ باسم ربك الذی خلق ٥ خلق الانسان من علق ٥ اقرأ و ربك الاکرم الذی ٥ فرجع بھا رسول اللہ صلی اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جبرائیلؑ) نے تیسری مرتبہ مجھے زور سے پکڑ لیا اور پھر چھوڑ کر فرمایا کہ اپنے رب کے نام سے پڑھ وہ ذات جس نے عالم کو پیدا کیا جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھا کریں۔ آپکا رب

علیہ وسلم یرجف فؤادہ فدخل علی خدیجۃ بنت خویلد فقال زملونی ۔
(صحیح بخاری)

بڑا کریم ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے اور آپ کا دل مبارک حرکت کر رہا تھا پھر آپ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے کپڑا اوڑھا دو۔

شارحینِ بخاری نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

یرجف فؤادہ ای یضطرب و یخفق ویرعد و یتحرک فؤادہ والفؤاد مرادف القلب وقیل عین القلب وقیل باطن القلب ای الحقیقۃ الجامعۃ الحاملۃ للانوار الالھیۃ و تجلیات الصفات الفعلیۃ وھذا ھو الاصح کما حققہ المجدد الربانی رحمہ اللہ تعالیٰ ۔

دل مضطرب تھا اور دھڑک رہا تھا اور حرکت کر رہا تھا اور فواد دل کا مترادف ہے۔ یا عین دل ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے۔ کہ فواد دل کے باطن کو کہتے ہیں جو کہ حقیقتِ جامعہ سے مسمّیٰ ہے اور انوارِ الٰہیہ کا جامع ہوتا ہے اور صفاتِ فعلیہ کی تجلیات کا حامل ہوتا ہے اور امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کی تحقیق کے مطابق یہ آخری قول راجح اور اصح ہے۔

اس حدیث میں صرف قلب کا ذکر ہے لیکن چونکہ روح، سر، خفی اور اخفیٰ بھی قلب کے بعد متولد ہوتے ہیں یعنی اس کے تولد کے بعد ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ لہٰذا صرف قلب کے لفظ کا ذکر فرمایا۔

مفسرینِ کرام کے چند اقوال

(۱) قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ وما انزل علی الملکین میں ملکین سے اشارۃً اور رمزاً قلب اور روح مراد ہیں اور دوسرے لطائف یعنی

۲۔ خفی اور اخفیٰ بھی ساتھ مراد ہیں۔ چونکہ دوسرے لطائف ان دو لطائف کے بعد ظہور پذیر ہوتے ہیں اس لیے انہی دونوں لطائف کا ذکر ہوا۔

(۲) امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات شریف جلد اوّل دفتر اوّل مکتوب نمبر ۲۹۲ میں فرماتے ہیں: "احیای دلہای مردہ بتوجہ شریف او منوط است" یعنی کامل و مکمل اولیاء کرام کی توجہ شریف سے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں اور حرکت کرنے لگتے ہیں۔

(۳) مکتوبات مجددیہ کے مکتوب نمبر ۲۶۰ میں لطائف عشرہ، ولایت ثلاثہ اور کمالات مع الحقائق کے بیان میں تحریر ہوا ہے۔ دیگر مکاتیب شریفہ بھی لطائف کے جریان، حرکات، اضطراب، کمالات اور مقامات لطائف کے بیان میں تحریر کیے گئے ہیں۔ ان سب کا نقل کرنا موجب طوالت ہے۔

(۴) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب "قول الجمیل فی شفاء العلیل" میں سلسلہ مجددیہ کی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ عالیہ میں متعدد لطائف ہیں جو اسم ذات کے ذکر سے متحرک ہوتے ہیں۔ اسی کتاب میں کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ سلسلہ مجددیہ میں تمام لطائف نبض کی طرح حرکت کرنے لگتے ہیں۔

المختصر لطائف عشرہ انسانی (پانچ عالم امر کے اور پانچ عالم خلق کے) اُمّت مسلمہ کے اولیائے کرام، علمائے راسخین، مفسرین کرام اور محدثین کرام کے نزدیک قطعی الثبوت اور متواتر امر ہے اور نصوص قطعیہ سے ثابت ہیں اور ان لطائف کی حرکت اور جریان بذکر اللہ بھی قطعیہ الثبوت ہے۔

وجد کی مختلف اقسام

۱۔ سارے بدن کی حرکت اور اضطراب۔

۲۔ بعض بدن کی حرکت مثلاً لطائف کی حرکت اور اقشعرار۔

۳۔ تواجد کی لذت اور وارد کے اثر سے رقص و گردش۔

۴۔ منہ سے مختلف الفاظ کا نکلنا مثلاً آہ، اوہ، اف، تف، ہاہا، عاعا، لالا، اللہ اللہ اور ہُو ہُو وغیرہ۔ بعض الفاظ موضوعی اور بعض مہمل ظاہر ہوتے ہیں۔

۵۔ بکا کرنا اور رونا کہ بعض اوقات آواز اور حروف پر مشتمل ہوتے ہیں جسے بکاء مرتفع کہتے ہیں اور بعض اوقات بغیر آواز آنسو بہنے لگتے ہیں۔

۶۔ کپڑے پھاڑنا اور "قمت تسعی" کے مضمون پر انوار کے غلبہ کی وجہ سے ڈرنا اور چیخنا۔

۷۔ تیز رقص یا حرکت کی وجہ سے اعضاء کا ٹوٹ جانا اور بعض اوقات موت کا خطرہ بلکہ موت واقع ہو جانا جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے صحابہ کرام میں سے سینکڑوں کی تعداد میں لوگ وجد کی وجہ سے مر جاتے تھے۔

۸۔ بعض اوقات بلا اختیار ہنسنے کی کیفیت طاری ہونا جیسا کہ "تجلیات مالکی" میں مولانا عبدالمالکؒ نے وجد کی اقسام میں بیان کیا ہے۔

۹۔ بعض اوقات انہی حرکات غیر اختیاریہ اور صیحات مختلفہ کا نماز میں طاری ہونا اور بعض اوقات خارج از نماز طاری ہونا۔

۱۰۔ بعض اوقات مغلوب الحال ہو کر بے ہوش ہو جانا۔ وغیرہ۔

نماز کے اندر اور خارج اوقات میں وجد کے دلائل

بعض اوقات خاشعین اور سالکین پر نماز کے اندر خشیتِ خداوندی کی وجہ سے اقشعرارِ بدن، بدن کا لرزہ، اور صیاح (چیخ) طاری ہو جاتے ہیں جسطرح

"روح المعانی" کی عبارت سے ثابت ہے اور فقہائے کرام نے بھی تصریح فرمائی ہے کہ یہ حالت جائز اور محمود ہے۔ اب فقہائے کرام کی عبارات نقل کرتے ہیں، تاکہ مسئلہ کی پوری وضاحت ہو جائے۔

(۱) فان کان فیھا ادتاوہ او بکی فارتفع بکائہ (ای حصل منہ الحروف) فان کان (ای کل ذلک) من ذکر الجنۃ او النار لم یقطعھا لانہ یدل علی زیادۃ الخشوع وان کان من وجع او مصیبۃ قطعھا لان فیھا اظہار الجزع والتاسف فکان من کلام الناس۔

(ہدایہ۔ جلد اول صفحہ ۱۲۰)

(اگر نمازی نے نماز میں آہ کی یا اوہ کیا اور اتنا رویا کہ اس کا رونا حروف پر مشتمل ہو جائے پس اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے طاری ہوئی تو نماز فاسد نہیں کرتے کیونکہ یہ زیادہ خشوع پر دلالت کرتی ہے اور اگر دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے یہ حالت ہو جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں بے چینی اور افسوس کا اظہار ہے۔ (اسے لوگوں کی عام باتوں میں شمار کیا جاتا ہے جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے)

۲۔ بحر العلام واقف مذاہب اربعہ حضرت عبد الرحمٰن جزیری اپنی کتاب "فقہ علی مذاہب الاربعہ" جلد اول صفحہ ۳۰۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

الانین والتاوہ والتافیف والبکاء اذا اشتملت علی حروف مسموعۃ فانھا تبطل الصلوٰۃ الا اذا کانت ناشئۃ من خشیۃ اللہ او من مرض بحیث لا

نماز میں آہ، اوہ، اُف کرنا اور اس طرح رونا کہ حروف مسموعہ پر مشتمل ہو تو یہ چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں مگر جب یہ حالت اللہ کے خوف کی وجہ سے صادر ہو یا ایسی مرض کی وجہ سے ہو جس میں حالات مذکورہ

یستطع منعها وهذا الحکم متفق علیه بین الحنفیة والحنابلیة وبین المالکیة فی مسئلة الخشیة۔

کے منع کرنے کی طاقت نہ ہو تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہ حکم مذکورہ بابت خشیت حنفیہ، حنبلیہ اور مالکیہ کے مابین متفقہ ہے۔

۳۔ شیخ العلامہ زین الدین ابنِ نجیم قدس سرہٗ "بحر الرائق" جلد دوم صفحہ ۳، ۴ پر رقمطراز ہیں۔

والانین والتاوه وارتفاع بکائه من وجع او مصیبة لا من ذکر جنة او نار ای یفسدها اما الانین فهو ان یقول آه کما فی الکافی والتاوه هو ان یقول اوه .... واما ارتفاع البکاء فهو ان یحصل به حروف وقوله لا من ذکر جنة او نار عائد الی الکل فالحاصل انها ان کانت من ذکر الجنة او النار فهو دال علی زیادة الخشوع ولو صرح بهما فقال اللهم انی اسئلك الجنة واعوذ بك من النار لم تفسد

نماز میں آہ، اوہ اور حروف پر مشتمل رونا نماز کو فاسد کرتا ہے۔ جب دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے صادر ہو، اور اگر جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے یہ حالات پیش آئیں تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی۔ انین کا معنی ہے کہ آہ کریں اور تاوہ کا مطلب ہے اوہ کریں ...... اور بکاء مرتفع یہ ہے کہ اس کے ساتھ حروف بھی صادر ہو جائیں۔ اور لا من ذکر جنة او نار کا قول آہ، اوہ اور بکاء مرتفع تینوں کی طرف راجع ہے۔ پس حاصل یہ ہے کہ اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے ہو جائے تو زیادتِ خشوع کی دلیل ہے اور نماز فاسد نہیں ہوتی، اور اگر جنت دوزخ پر تصریح کی پس اس طرح کہا "اے اللہ میں آپ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ

صلوٰۃ وان کان من وجع او مصیبۃ فھو دال علی اظھارھما فکانہ قال انی مصاب۔ (فتفسد صلوٰۃ)

سے پناہ مانگتا ہوں"۔ تو تب بھی زیادہ خشوع کی دلیل ہے۔ اور اگر یہ حالت دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے ہو تو پھر یہ اس درد اور مصیبت کی دلیل ہے گویا اس نے کہا میں مصیبت زدہ ہوں (اس صورت میں نماز فاسد ہے)

(۴) فتاویٰ تاتارخانیہ جلد اوّل صفحہ ۵۷۹ پر علامہ علاالانصاری فرماتے ہیں۔

ولو ان فی صلوٰۃ اوتاوہ او بکیٰ فارتفع بکائہ وفی الخانیۃ فحصل لہ حروف فان کان من ذکر الجنۃ اوالنار فصلاۃ تامۃ وان کان من وجع او مصیبۃ فسدت صلوٰۃ عند ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ۔

اگر کسی نے نماز میں آہ، اوہ کی یا رویا لیکن اس کا رونا مرتفع ہوگیا۔ فتاویٰ خانیہ میں ہے کہ مرتفع رونا یہ ہے کہ اسکی وجہ سے حروف حاصل ہو جائیں پس اگر یہ حالت جنّت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے طاری ہو جائے تو نماز تام اور کامل ہے اور اگر دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے ہو تو اس کی نماز فاسد ہے۔ یہ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

(۵) فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ اور فتاویٰ بزازیہ علی ہامش عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۳۶ پر بھی اوپر دی گئی عبارتوں سے ملتی جلتی عبارتیں ہیں۔

نماز سے خارج اوقات میں بھی سالکین پر وجد طاری ہوتا ہے چونکہ مقلد کے لیے ماخذ استدلال اپنے مذہب کے فقہائے کرام کے اقوال ہیں لہٰذا ان کی کتابوں سے چند عبارات نقل کی جاتی ہیں تاکہ مسئلہ کی پوری طرح وضاحت ہو

جائے۔ نیز طالبِ حق کے لیے مشعلِ راہ اور منکرِ حق کے لیے حجت ثابت ہے۔

(۱) مفسرِ جلیل اور فقیہہ نبیل علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "حاوی للفتاویٰ" جلد دوم صفحہ ۲۲۴ میں فرماتے ہیں۔

سوال: فی جماعۃ الصوفیۃ اجتمعوا فی مجلس ذکر ثم ان شخصا من الجماعۃ قام بین المجلس ذاکرا و استمر علی ذلک لوارد حصل له فهل له فعل ذلک سواء کان باختیارہ ام لا؟ وهل لاحد منعه وزجرہ عن ذلک؟

سوال: صوفیہ کرام کی ایک جماعت جب ذکر کے لیے جمع ہو چکی ہو پھر ایک شخص مجلس سے ذکر کرتے ہوئے اٹھ جائے اور انوارِ الٰہیہ کے ورود کی وجہ سے یہ حالت اس سالک پر مداومت سے طاری ہو جائے۔ پس کیا یہ کام اس سالک کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ خواہ اختیار سے اُٹھتا ہے خواہ بے اختیار ہو کر۔ نیز کیا اس سالک کو اس حال سے منع کرنا چاہیے یا نہیں اور کیا اُسے ڈانٹ ڈپٹ کرنی چاہیے یا نہیں؟

جواب: لا انکار علیه فی ذلک وقد سئل عن هذا السؤال بعینه شیخ الاسلام سراج الدین البلقینیؒ فاجاب بانه لا انکار علیه فی ذلک ولیس لمانع التعدی بمنعه ویلزم المتعدی بذلک التعذیر وسئل عنه العلامة برهان الدین الانباسیؒ

جواب: اس سالک پر اس حال میں کوئی اعتراض اور انکار نہیں۔ شیخ الاسلام سراج الدین بلقینیؒ سے بھی یہی سوال کیا گیا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ سالک پر کوئی انکار نہیں اور کسی کو جائز نہیں کہ اس سالک کو اس حال سے منع کرے بلکہ اس حال سے منع کرنے والے کو سرزنش کرنا لازم ہے۔ علامہ برہان الدین انباسیؒ سے بھی

فاجاب بمثل ذلك وزاد ان صاحب الحال مغلوب و المنكر محروم ما ذاق لذة التواجد ولا صفا له المشروب الى ان قال فى آخره جوابه و بالجملة فالسلامة فى تسليم حال القوم و اجاب ايضا بمثل ذلك بعض آئمة الحنفية والمالكية كلهم كتبوا على هذا السؤال بالموافقة غير مخالفة ۔

یہی سوال پوچھا گیا تھا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا اور فرمایا کہ یہ سالک صاحب الحال مغلوب ہے اور اس سے انکار کرنے والا محروم ہے۔ منکر نے تواجد کی لذت حاصل نہیں کی اور عشق حقیقی کا مشروب منکر کو نصیب نہیں حتیٰ کہ علامہ موصوف نے اپنے جواب کے آخر میں فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صوفیہ کرام کے حال تسلیم کرنے میں سلامتی ہے۔ اسی طرح بعض آئمہ احناف اور مالکیہ نے بھی یہ جواب دیا ہے سب نے اس سوال کے جواب پر اتفاق کیا ہے جس میں کسی مخالفت کی گنجائش نہیں ۔

(اقول) وكيف ينكر الذكر قائما وقياما ذاكرا وقد قال الله تعالى " الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم " وقالت عائشة رضى الله عنها كان النبى صلى الله عليه وسلم يذكر الله على كل احيانه "

(میں کہتا ہوں) کہ کیونکر کھڑے ہو کر ذکر کرنے سے یا ذکر کرتے ہوئے کھڑے ہونے سے منع کیا جائے گا؟ جب کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے " عاقل لوگ وہ ہیں جو کھڑے ہو کر اور بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں "۔ اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے ۔

وان انضم الی هذا القیام رقص او نحوہ فلا انکار علیهم لان ذلك من لذاۃ الشهود او المواجید و قد ورد فی الحدیث رقص جعفر بن ابی طالب یدی النبی صلی الله علیه وسلم لما قال له "اشبهت خلقی وخلقی" و ذلك من لذۃ هذہ الخطاب ولم ینکر ذلك علیه النبی صلی الله علیه وسلم فکان هذا اصلا فی رقص الصوفیة لما یدرکونه من لذاۃ المواجد وقد صح القیام والرقص فی مجالس الذکر والسماع عن جماعة من کبار الائمة منهم شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام۔

اسی طرح اگر سالک نے قیام کے ساتھ رقص کیا یا چیخ و پکار کی تب بھی کوئی انکار یا اعتراض اس پر نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ حالت شہود اور مواجید کی لذت کی بنا پر طاری ہوتی ہے اور حدیث شریف میں جعفر بن ابی طالبؓ کا رقص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ثابت ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "کہ آپ کے اخلاق اور شکل مجھ سے مشابہ ہیں"۔ پس ان پر اس خطاب کی لذت کی وجہ سے رقص طاری ہوگیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کوئی انکار ظاہر نہیں کیا۔ پس یہ حدیث تقریری صوفیہ کرام کے رقص اور وجد پر دلیل ہے کیونکہ حقیقی صوفیہ کرام پر یہ حالت مواجید کی لذت سے طاری ہوتی ہے اسی طرح مجالس ذکر اور محافل سماع میں قیام اور رقص بھی جائز ہے اور آئمہ کبارؒ سے ثابت ہے۔ جن میں شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام کا نام مبارک سرفہرست ہے۔

(۲) علامہ محقق اور مدقق سید محمد آمین آفندی شہیر ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی

تصنیف "مجموعہ الرسائل لابن عابدین" میں فرماتے ہیں۔

ولا كلام لنا مع الصدق من ساداتنا الصوفية۔ المبرئين عن كل خصلة رذيلة فقد سئل امام الطائفتين سيدنا الجنيد رحمة الله ان قوما يتواجدون ويتمايلون؛ فقال دعوهم مع الله تعالیٰ يفرحون فانهم قوم قطعت الطريق اكبادهم ومزق النصب فوادهم وضاقوا ذرعا فلا حرج عليهم۔ اذا تنفسو مداوة لحالهم ولو ذقت مذاقهم عذرتهم في صياحهم وشق ثيابهم وبمثل ذكر الامام الجنيد حاب العلامة النحرير ابن كمال پاشا لما استفتى۔

اور ہم صادقین سادات صوفیہ کرام کے متعلق کوئی بات نہیں کرسکتے۔ جو کہ تمام اخلاق رذیلہ سے مبرا ہیں۔ حضرت امام الطائفتین سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ بعض صوفیہ کرام ایسے ہیں کہ تواجد کرتے ہیں اور دائیں بائیں حرکات کرتے ہیں یہ کس طرح ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے عشق میں چھوڑ دو تاکہ خوش ہوجائیں کیونکہ یہ ایک ایسی قوم ہے کہ طریقت نے اُن کے دل پھاڑ دیے ہیں اور مصائب برداشت کرنے سے انکے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہیں۔ انکا حوصلہ کم ہوگیا ہے۔ وہ تیز سانس لیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس حال کی مداومت کیلئے وہ سانس لیتے ہیں اور اگر اُن کے حاصل شدہ انوار کا ذائقہ تجھے معلوم ہوتا تو ان کو چیخ وپکار اور کپڑے پھاڑنے میں معذور سمجھتا اسی طرح جب علامہ ابن کمال پاشاؒ سے اس مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بھی جنید بغدادیؒ کی طرح جواز کا فتویٰ دیا۔

عن ذلك حيث قال ۔ شعر

انہوں نے اپنے شعر میں فرمایا ہے ۔

ﮯ

ما فی التواجد ان حقیقت من حرج
ولا التمائل ان اخلصت من باس
فقمت تسعی علی رجل وحق لمن
دعاہ مولاہ ان یسعی علی الرأس

ﮯ تواجد اور وجد کرنے میں کوئی حرج اور نہ دائیں بائیں حرکت کرنے میں کوئی حرج ہے جب یہ حالت (علل باطنی سے پاک لوگوں پر) طاری ہو جائے پس وجد کی وجہ سے کھڑے ہو کر دوڑنا جائز ہے بلکہ جس کو اس کا مولا بلائے تو سر کے بل دوڑ کر جانا چاہیے ۔

(۳) علامہ امام عبدالوہاب شعرانیؒ اپنی کتاب "انوارِ قدسیہ" جلد اوّل صفحہ ۳۹ میں تحریر فرماتے ہیں ۔

و قال سیدی یوسف العجمیؒ وما ذکروہ من آداب الذکر الواعی المختار اما مسلوب الاختیار فھو مع ما یرد علیہ من الاسرار فقد یجری علی لسانہ اللہ، اللہ ، اللہ، اللہ، او ھو، ھو، ھُو، ھو، او لا ، لا، لا، او آہ ، آہ ، آہ ، او عا، عا، عا ، او ، آ ، آ ، آ ، او ھا، ھا، ھا او صوت بغیر حرف او تحبط وادبہ عند

سیدنا علامہ یوسف عجمی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ مشائخ نے سالک کے لیے جو آدابِ ذکر بیان فرمائے ہیں تو وہ مختار اور غیر مجذوب سالک کے حق میں ہیں اور مسلوب الاختیار سالک کو اپنے اسرار و ارادہ کے ساتھ رہنے دو ۔ کیونکہ بے اختیار ہو کر اسکی زبان سے کبھی اللہ، اللہ، اللہ، اللہ جاری ہوتا ہے کبھی ہُو، ہُو، ہُو، ہُو، کبھی لا ، لا، لا، کبھی آہ، آہ ، آہ ، کبھی عا، عا ، عا، کبھی آ ، آ، آ، اور کبھی ہا ، ہا، ہا، اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے اور کبھی اس کی زبان پر بغیر حروف کی آوازیں جاری ہوتی ہیں اور کبھی بعض کو بعض سے خلط

ذلك التسليم للوارد فاذا انقضى الوارد فادبه السكون من غير تقول۔

ملط کرکے چیختا ہے اور اس کے لیے ادب یہ ہے کہ وارد کو تسلیم کرے پس جب وارد ختم ہو جائے تو اس کے لیے بھی ادب یہ ہے کہ سکون و وقار سے بیٹھ جائے اور کچھ نہ کہے۔

اس کے علاوہ بھی اسی کتاب "انوارِ قدسیہ" جلد دوم کے صفحہ ۸۲ تا ۸۹ میں بھی حضرت علامہ امام شعرانیؒ نے وجد کے ثبوت میں دلائل پیش کیے ہیں۔

(۴) علامہ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکاتیب شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین شاہ نقشبندؒ کی توجہاتِ عالیہ سے مریدین میں عجیب و غریب حالات رونما ہوتے تھے فرماتے ہیں۔

اصحاب حضرت خواجہؒ در چند روز از غلبۂ حالات فرق در نمکین و شیرین نمی کردند۔ یک بار بر کنیزی توجہ نمودند سرشار و بیخود گردید بخانہ رفت۔ مالک اش بدیدن او بیہوش افتاد۔ زن ہمسایہ آمد بدیدن مالک اش مغلوب غلبات و بیخودی و سکر گردید۔

حضرت خواجہ نقشبندؒ کے ساتھیوں پر چند دنوں میں ہی حالات کا اتنا غلبہ ہو جاتا تھا کہ کڑوے اور میٹھے کی تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے ایک کنیز پر توجہ فرمائی تو وہ مست و بیخود ہو کر گھر گئی۔ اسکا مالک اسے دیکھتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ ہمسائے کی عورت نے جب اس کے مالک کو دیکھا تو وہ بھی اس کی حالت کو دیکھ کر مغلوب ہو کر بیخودی اور سکر کے دریا میں ڈوب گئی۔

(۵) حضرت مولانا خالد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین پر بہت جذبات وارد ہوتے تھے۔ حاسدین اور منکرین اس مبارک ہستی کا انکار کرتے تھے تو شاہ غلام علی

دہلویؒ ان کی شان میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

لامع فضائل ظاہر و باطن مولانا خالدؒ با اشارات غیبی در ہند در شاہجہان آباد نزد احقر لاشئ رسیدہ در طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ مصافحہ بیعت نمودہ۔ باذکار و اشغال و مراقبات در خلوتی پرداختند بعنایت الٰہی بواسطۂ مشائخ کرام ایشان را حضور و جمعیت و بیخودی و جذبات و واردات و کیفیات و حالات و انوار حاصل شد۔ و مناسبتی بہ نسبت قلبی نقشبندیہ داد۔ باز توجہات بر لطائف عالم امر و لطائف عالم خلق ایشان کردہ شد۔ و بایں توجہات نمی از دریا ہائے نسبتہای حضرت مجدد بہرہ یافت و بایں حالات و مقامات اجازت و خلافت در تلقین و ارشاد طالبان ایشان را دادہ شد......فالحمد للہ دست ایشان دست من و دیدن ایشان دیدن من و دوستی ایشان دوستی من و انکار و عداوت ایشان بمن می رسد و مقبول ایشان مقبول پیرانِ کبار

حضرت مولانا خالد نقشبندیؒ کے بے شمار ظاہری و باطنی فضائل ہندوستان میں شاہجہان آباد میں غیبی اشاروں سے اس احقر ناچیز تک پہنچے۔ انہوں نے نقشبندیہ مجددیہ سلسلے میں بیعت کی اور تنہائی میں اذکار، اشغال اور مراقبات میں مشغول رہے اللہ تعالیٰ کی عنایت اور مشائخ کرام کے وسیلہ سے انہیں حضوری، اطمینان، بے خودی، جذبات، واردات، کیفیات، حالات اور انوار حاصل ہوئے اور دلی طور پر نقشبندیہ سے مناسبت اختیار کی۔ پھر اُن کے لطائفِ امر اور لطائفِ خلق پر توجہ کی گئی اور انہی توجہات سے حضرت مجدد کے ساتھ نسبتوں کے دریاؤں سے نمی کا استفادہ کیا اور ان حالات و مقامات کے حصول کے باعث طالبان کو تلقین و ارشاد کرنے کی انہیں اجازت اور خلافت دی گئی......پس الحمد للہ ان کا ہاتھ میرا ہاتھ، ان کی آنکھ میری آنکھ [illegible] میری دوستی اور ان سے عداوت رکھنے والا میرا دشمن اور ان کا محبوب میرے پیرانِ کبا

من .....

وفیض ازان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر دلہای اولیاء وارد شد۔ بی تابی ہا و اضطراب وولولہ ونعرہ را باعث گشت نعرہ ہای حضرت شبلیؒ از عجائب احوال صوفیہ گفتہ اند۔ در صحبت حضرت خواجہ باقی باللہؒ میر محمد نعمان و مرزا مراد بیگؒ در رحم اشرفؒ این ہر دو ازین فقیر استفادہ داشت، نعرہ و آہ و بی تابی ہا بسیار حاصل می شد۔ در خاندان حضرت میر ابو علی النقشبندیؒ آہ ونالہ بسیار است۔ اگر در اصحاب شیخ خالدؒ این امور ظاہر شد ہنر و خوبی مولانا است نہ جای طعن ناواقفان ......

کا محبوب ہے ......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض جب اولیاء کرام کے دلوں پر وارد ہوا تو وہ بے تابی اضطراب، جوش اور نعرے کا سبب بن گیا حضرت شبلیؒ کے نعروں کو صوفیہ کے عجائب احوال میں شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کی صحبت سے میر محمد نعمانؒ مرزا مراد بیگؒ اور رحم اشرفؒ (ان دونوں نے اس فقیر سے بھی استفادہ کیا)، کو نعرہ، آہ اور بہت زیادہ بے تابی کی دولت حاصل ہوئی۔ حضرت میر ابو علی نقشبندیؒ کے خاندان میں آہ ونالہ کی بہتات ہے اور اگر یہی امور شیخ خالدؒ کے ساتھیوں میں ظاہر ہوتے ہیں تو یہ مولانا صاحبؒ کی خوبی اور ہنر ہے نہ کہ جاہلوں کے طعنہ کا سبب ......

ان عبارات سے واضح ہوا کہ یہ وجد نماز کے اندر اور خارج اوقات میں بھی اگر جنت و دوزخ کی یاد یا اللہ پاک کے خوف کی وجہ سے ہو تو بالکل جائز اور محمود ہے کیونکہ سالک کو اس پر اختیار نہیں ہوتا۔ البتہ یہ آہ وزاری یا چیخ وپکار کسی بیماری کے سبب ہو تو یہ ناجائز ہے۔

جَزَى اللهُ عَنَّا سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عليه وَسلَّم مَاهُوَ اَهْلُهٗ

جمعہ، عیدین، والکسوف والخسوف۔ استسقاء۔ نکاح ودعاء عقیقہ

مصنف:۔
مفتی اللہ بخش محمدی سیفی

ناشر:۔
مکتبہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف لاہور
0321-8401546

(افادات عالیہ)

مجددِ عصر حاضر شیخ المشائخ

حضرت **اخندزادہ سیف الرحمٰن**

پیر ارچی وخراسانی مبارک دامت برکاتہم عالیہ

مرتب

ناچیز فقیر مشتاق احمد غنی سیفی ماتریدی

ناشر

محمدیہ سیفیہ پبلیکیشنز

نام کتاب.........اقسام وجد

مرتب..........علامہ پروفیسر مشتاق احمد سیفی

اہتمام اشاعت.......صوفی غلام مرتضیٰ سیفی

معاون اشاعت......صوفی فیاض احمد محمدی سیفی

ناشر............ادارہ محمدیہ سیفیہ پبلیکیشنز آستانہ عالیہ

راوی ریان شریف لاہور

تعداد...........گیارہ سو(1100)

قیمت............15روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ سیفیہ عالیہ سیفیہ نقشبندیہ فقیر آباد شریف

مکتبہ محمدیہ سیفیہ حسین ٹاؤن آستانہ عالیہ راوی ریان شریف لاہور (لکھوڈیر)

جامعہ جیلانیہ سیفیہ روڈ لاہور کینٹ

آستانہ عالیہ گلزاریہ سیفیہ چونگی امرسدھو لاہور

بظلِ عنایت

محبوب سبحاں، مجدد دوراں مفکر اسلام

حضرت پیر اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی مبارک

دامت برکاتہم العالیہ

بظلِ حمایت

مخدوم اہل سنت، شیخ العلماء منظورنظر مجدد دوراں

حضرت پیر میاں محمد سیفی حنفی ماتریدی دامت برکاتہم العالیہ

وجد کی تعریف، اقسام اور ثبوت

اللہ تعالیٰ کے کلام پاک سے متاثر ہونے یا اللہ پاک کا ذکر کرنے یا اس پاک ذات کا خوف پیدا ہونے سے جب انسانی بدن کانپ اُٹھے یا حرکت کرنے لگے اور بدن کی یہ حرکت خواہ تمام بدن کی ہو یا بدن کے بعض حصّوں کی ہو یا تمام چمڑے کی حرکت ہو یا بعض چمڑے کی، اسے وجد سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور یہ حالت غیر اختیاری ہوتی ہے۔

وجد اور غشی میں فرق

۱۔ غشی میں عقل اور ہوش مسلوب ہو جاتے ہیں جبکہ وجد میں عقل و شعور موجود ہوتے ہیں صرف اختیار مسلوب ہوتا ہے۔

۲۔ غشی سے نماز میں فساد پیدا ہو جاتا ہے جبکہ وجد میں فساد صلوٰۃ نہیں ہوتا۔

قرآن پاک سے وجد کا ثبوت

(۱) اللہ نزل احسن الحدیث کتبا اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدا کلام نازل کیا ہے جو

متشابہا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ۔ (سورۃ الزمر آیت ۲۳) — ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے اور بار بار دہرائی گئی ہے۔ اس سے ان لوگوں کے بدن کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے بدن کی حرکت، اجزاء اور اضطراب ثابت ہے۔

(۲) ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ ۔ (سورۃ الزمر آیت ۲۳) — پھر ان کے بدن اور دل نرم اور فرمانبردار ہو کر اللہ تعالےٰ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ سے جلد یعنی بدن کے چمڑے اور قلوب یعنی لطائف کا نرم ہونا اور حرکت کرنا ثابت ہے۔

(۳) انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ۔ (سورۃ فاطر آیت ۲۸) — اللہ تعالیٰ کے بندوں میں اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے لوگ علماء ہی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ بدن کی حرکت کلاً یا بعضاً علی حسب الاختلاف واستعدادات اولیاء کرام کی صفت مادحہ ہے اور حالت محمودہ ہے۔

(۴) واختار موسیٰ قومہ سبعین رجلا لمیقاتنا فلما اخذتھم الرجفۃ ۔ (سورۃ الاعراف آیت ۱۵۵) — اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر افراد ہمارے میقات کے لیے منتخب کیے پس جب ان کو رجفہ (بدن کی حرکت) نے پکڑ لیا۔

علامہ محمود آلوسی البغدادیؒ "روح المعانی" جلد سوم میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

ان موسیٰ علیہ السلام اختار سبعین رجلا من اشراف قومہ ونجبا ءھم اھل الاستعداد والارادۃ والطلب — حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر ایسے آدمی منتخب کیے جو کہ شریف، بزرگ، باستعداد مریدین حق، اصحاب طلب اور

والسلوك فلما اخذتهم الرجفة
اى رجفة البدان التى هى
مبادى صعقة الفناء عند
طريان بوارق الانوار وطوالع
تجليات الصفات من اقشعرار
الجسد وارتقاده وكثيرا
ما نعرض هذا الحركة للسالكين
عند الذكر او سماع
القرآن او ماينا‌ء ثرون
به حتى تكاد تنفرق اعضاء
هم وقد شاهدنا ذلك
فى الخالدين من اهل الطريقة
النقشبندية وربما يعتريهم
فى صلاتهم صياح معه فمنهم
من يستأنف صلوة لذالك و
منهم من لا يستأنف وقد
كثر الانكار عليهم وسمعت
بعض المنكرين يقولون انكانت
هذه الحالة مع وجود العقل
والشعور فهى سوء ادب ومبطلة
الصلوٰة قطعا وانكانت مع

اہل سلوک تھے۔ پس جب ان کو رجفہ نے
پکڑ لیا۔ یعنی بدن کی حرکت نے ان کو پکڑ لیا۔
جو کہ فنا کی صعقہ (بے ہوشی) کی ابتدا میں
پیش آتی ہے۔ انوار رحمانیہ کے نزول
اور صفات کی تجلیات کے ورود کے وقت
یہ حالت پیش آتی ہے جس کے اثر سے
بدن میں لرزہ، حرکت اور اضطراب آتا ہے
اور اکثر اوقات یہ حالت سالکین طریقت
کو ذکر اور تلاوت قرآن کے وقت پیش آتی
ہے اور جس چیز سے وہ تاثیر لیتے ہیں (یعنی ترجمہ
نعت خوانی) یہاں تک کہ اعضا بھی ٹوٹ
جاتے ہیں اور ہم نے یہ حالت حضرت مولانا
خالد قدس سرہٗ کے مریدین میں مشاہدہ کی ہے
کہ بعض اوقات ان کی نماز میں حرکات کے
ساتھ چیخیں بھی نکل جاتی ہیں۔ پس بعض نماز
کا اعادہ کرتے ہیں اور بعض اعادہ نہیں
کرتے اور ان پر انکار زیادہ ہو رہا ہے۔
اور میں نے بعض منکرین سے سنا ہے کہ
وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حالت عقل و شعور کے
باوجود ہے تو یہ بے ادبی ہے اور نماز کو
قطعی طور پر باطل کرنے والی ہے اور اگر

عدم شعور و زوال عقل
فهی نا قضة للوضوء و نراهم
لا یتوضئو و اجیب بانها
غیر اختیارة مع وجود العقل
والشعور وهی کالعطاس
والسعال ومن هنا لاینتقض
الوضو بل ولا تبطل الصلوٰة
ونص بعض الشافعیة ان
المصلی لو غلبه الضحک
فی الصلوٰة لا تبطل الصلوٰة و
یعذر بذلک فلا یبعد ان
یلحق ما یحصل من آثار
التجلیات الغیر الاختیاریة
بما ذکر للعلة المشرکة
بینها ، ولا یلزم من کونه
غیر اختیاری کونه صادرا
من غیر شعور فان حرکة
المرتعش غیر اختیاریة مع
الشعور بها وهو ظاهر فلا
معنی للانکار۔

عقل و شعور زائل ہونے کی وجہ سے ہے
تو پھر سکر کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
اور یہ سالکین وضو کا اعادہ نہیں کرتے
لیکن میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ
نماز میں یہ حالت مذکورہ غیر اختیاری ہے
اور عقل و شعور کے باوجود پیش آتی ہے
اور ان کی مثال کھانسی اور چھینک کی طرح
ہے اس لیے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ
نماز باطل ہوتی ہے اور شوافع نے کہا
ہے اگر نمازی پر ہنسنا غالب آجائے، تو
اس کی نماز فاسد نہیں ہے اور نمازی اس
صورت میں معذور سمجھا جائے گا پس بعید
نہیں کہ تجلیات غیر اختیاریہ کے آثار کو بھی
اس کے ساتھ ملحق کیا جائے اور عدمِ فسادِ
صلوٰۃ پر حکم کیا جائے اور کسی چیز کے غیر
اختیاری ہونے سے اس چیز کا غیر شعوری ہونا
لازم نہیں۔ کیونکہ مرتعش کی حرکت غیر اختیاری
ہے اور غیر شعوری نہیں ہے بلکہ اس کے
شعور و عقل موجود ہوتی ہے اور یہ تو ظاہر
باہر والا معاملہ ہے پس اس سے انکار کرنے
کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ علامہ محمود آلوسی بغدادیؒ نے بدن کی حرکت اور لرزنے کو خداوند قدوس کے انوارات کا اثر قرار دیا ہے اور سالکین اور مریدین خصوصاً طریقہ نقشبندیہ والوں کو حالت ذکر یا تلاوت کلام اللہ کے وقت یا توجہ مرشد کامل کے وقت اور یا خشیت خداوندی کے غلبہ کے وقت یہ حالت پیش آتی ہے نیز عقل و شعور کے موجود ہونے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اور وضو بھی نہیں ٹوٹتا۔ صرف اختیار سلب ہوتا ہے۔

اب اسی مسئلہ یعنی اقشعرار الجسد (جسم کی حرکت یا لرزہ) کی وضاحت کیلئے چند احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) من اقشعر جلدہ من خشیۃ اللہ تحاطت عنہ الذنوب کما تحاطت ورقۃ الشجرۃ الیابسۃ۔	جو بدن اللہ تعالیٰ کی خشیت اور خوف کی وجہ سے حرکت کرنے لگا تو اس سے اس طرح گناہ زائل ہو جاتے ہیں جس طرح شجر سے خشک پتے گر جاتے ہیں۔

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی اور تین دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اقرأ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ما انا بقاری اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قال فاخذنی فغطنی الثالثۃ ثم ارسلنی فقال اقرأ باسم ربك الذی خلق ۰ خلق الانسان من علق ۰ اقرأ و ربك الاكرم الذی ۰ فرجع بها رسول اللہ صلی اللہ	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جبرائیلؑ) نے تیسری مرتبہ مجھے زور سے پکڑلیا اور پھر چھوڑ کر فرمایا کہ اپنے رب کے نام سے پڑھ وہ ذات جس نے عالم کو پیدا کیا جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھا کریں۔ آپکا رب

علیہ وسلم یرجف فوادہ فدخل علی خدیجۃ بنت خویلد فقال زملونی ۔ (صحیح بخاری)

بڑا کریم ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے اور آپ کا دل مبارک حرکت کر رہا تھا پھر آپ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے کپڑا اوڑھا دو۔

شارحینِ بخاری نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

یرجف فؤادہ ای یضطرب و یخفق ویرعد و یتحرک فؤادہ والفؤاد مرادف القلب وقیل عین القلب وقیل باطن القلب ای الحقیقۃ الجامعۃ الحاملۃ للانوار الالھیۃ و تجلیات الصفات الفعلیۃ وھذا ھو الاصح کما حققہ المجدد الربانی رحمہ اللہ تعالیٰ ۔

دل مضطرب تھا اور دھڑک رہا تھا اور حرکت کر رہا تھا اور فواد دل کا مترادف ہے۔ یا عین دل ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے۔ کہ فواد دل کے باطن کو کہتے ہیں جو کہ حقیقتِ جامعہ سے مسمّٰی ہے اور انوارِ الٰہیہ کا جامع ہوتا ہے اور صفاتِ فعلیہ کی تجلیات کا حامل ہوتا ہے اور امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کی تحقیق کے مطابق یہ آخری قول راجح اور اصح ہے۔

اس حدیث میں صرف قلب کا ذکر ہے لیکن چونکہ روح، سر، خفی اور اخفیٰ بھی قلب کے بعد متولد ہوتے ہیں یعنی اس کے تولد کے بعد ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ لہٰذا صرف قلب کے لفظ کا ذکر فرمایا۔

مفسرینِ کرام کے چند اقوال

(۱) قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ وما انزل علی الملکین میں ملکین سے اشارۃً اور رمزاً قلب اور روح مراد ہیں اور دوسرے لطائف یعنی

۔ خفی اور اخفیٰ بھی ساتھ مراد ہیں۔ چونکہ دوسرے لطائف ان دو لطائف کے بعد ظہور پذیر ہوتے ہیں اس لیے انہی دونوں لطائف کا ذکر ہوا۔

(۲) امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات شریف جلد اوّل دفتر اوّل مکتوب نمبر ۲۹۲ میں فرماتے ہیں: "احیای دلہای مردہ بتوجہ شریف او منوط است"۔ یعنی کامل مکمل اولیاء کرام کی توجہ شریف سے مُردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں اور حرکت کرنے لگتے ہیں۔

(۳) مکتوبات مجددیہ کے مکتوب نمبر ۲۶۰ میں لطائف عشرہ، ولایت ثلاثہ اور کمالات مع الحقائق کے بیان میں تحریر ہوا ہے۔ دیگر مکاتیب شریفہ بھی لطائف کے جریان، حرکات، اضطراب، کمالات اور مقامات لطائف کے بیان میں تحریر کیے گئے ہیں۔ ان سب کا نقل کرنا موجب طوالت ہے۔

(۴) شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب "قول الجمیل فی شفاء العلیل" میں سلسلہ مجددیہ کی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ عالیہ میں متعدد لطائف ہیں جو اسم ذات کے ذکر سے متحرک ہوتے ہیں۔ اسی کتاب میں کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ سلسلہ مجددیہ میں تمام لطائف نبض کی طرح حرکت کرنے لگتے ہیں۔

المختصر لطائف عشرہ انسانی (پانچ عالم امر کے اور پانچ عالم خلق کے) اُمّت مسلمہ کے اولیائے کرام، علمائے راسخین، مفسرین کرام اور محدثین کرام کے نزدیک قطعی الثبوت اور متواتر امر ہے اور نصوص قطعیہ سے ثابت ہیں اور ان لطائف کی حرکت اور جریان بذکر اللہ بھی قطعیہ الثبوت ہے۔

وجد کی مختلف اقسام

۱۔ سارے بدن کی حرکت اور اضطراب۔

۲۔ بعض بدن کی حرکت مثلاً لطائف کی حرکت اور اقشعرار۔

۳۔ تواجد کی لذت اور وارد کے اثر سے رقص و گردش۔

۴۔ منہ سے مختلف الفاظ کا نکلنا مثلاً آہ، اوہ، اف، تف، ہاہا، عاعا، لالا، اللہ اللہ اور ہُو ہُو وغیرہ۔ بعض الفاظ موضوعی اور بعض مہمل ظاہر ہوتے ہیں۔

۵۔ بکا کرنا اور رونا کہ بعض اوقات آواز اور حروف پر مشتمل ہوتے ہیں جسے بکاء مرتفع کہتے ہیں اور بعض اوقات بغیر آواز آنسو بہنے لگتے ہیں۔

۶۔ کپڑے پھاڑنا اور "قمت تسعی" کے مضمون پر انوار کے غلبہ کی وجہ سے ڈرنا اور چیخنا۔

۷۔ تیز رقص یا حرکت کی وجہ سے اعضاء کا ٹوٹ جانا اور بعض اوقات موت کا خطرہ بلکہ موت واقع ہو جانا جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے صحابہ کرام میں سے سینکڑوں کی تعداد میں لوگ وجد کی وجہ سے مر جاتے تھے۔

۸۔ بعض اوقات بلا اختیار ہنسنے کی کیفیت طاری ہونا جیسا کہ "تجلیات مالکی" میں مولانا عبدالمالکؒ نے وجد کی اقسام میں بیان کیا ہے۔

۹۔ بعض اوقات انہی حرکات غیر اختیاریہ اور صیحات مختلفہ کا نماز میں طاری ہونا اور بعض اوقات خارج از نماز طاری ہونا۔

۱۰۔ بعض اوقات مغلوب الحال ہو کر بے ہوش ہو جانا۔ وغیرہ۔

نماز کے اندر اور خارج اوقات میں وجد کے دلائل

بعض اوقات خاشعین اور سالکین پر نماز کے اندر خشیتِ خداوندی کی وجہ سے اقشعرار بدن، بدن کا لرزہ، اور صیاح و چیخ، طاری ہو جاتے ہیں جسطرح

"روح المعانی" کی عبارت سے ثابت ہے اور فقہائے کرام نے بھی تصریح فرمائی ہے کہ یہ حالت جائز اور محمود ہے۔ اب فقہائے کرام کی عبارات نقل کرتے ہیں، تاکہ مسئلہ کی پوری وضاحت ہو جائے۔

(۱) فان کان فیہا اہ او تاوہ او بکی فارتفع بکائہ (ای حصل منہ الحروف) فان کان (ای کل ذلک) من ذکر الجنۃ او النار لم یقطعہا لانہ یدل علی زیادۃ الخشوع وان کان من وجع او مصیبۃ قطعہا لان فیہا اظہار الجزع والتاسف فکان من کلام الناس۔

(ہدایہ۔ جلد اوّل صفحہ ۱۲۰)

اگر نمازی نے نماز میں آہ کی یا اوہ کیا اور اتنا رویا کہ اس کا رونا حروف پر مشتمل ہو جائے پس اگر یہ حالت جنّت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے طاری ہوئی تو نماز فاسد نہیں کرتے کیونکہ یہ زیادہ خشوع پر دلالت کرتی ہے اور اگر دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے یہ حالت ہو جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں بے چینی اور افسوس کا اظہار ہے۔ (اسے لوگوں کی عام باتوں میں شمار کیا جاتا ہے جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے)

۲۔ بحر العلام واقف مذاہب اربعہ حضرت عبدالرحمٰن جزیری اپنی کتاب "فقہ علی مذاہب الاربعہ" جلد اوّل صفحہ ۳۰۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

الانین والتاوہ والتافیف والبکاء اذا اشتملت علی حروف مسموعۃ فانہا تبطل الصلوٰۃ الا اذا کانت ناشئۃ من خشیۃ اللہ او من مرض بحیث لا

نماز میں آہ، اوہ، اُف کرنا اور اس طرح رونا کہ حروف مسموعہ پر مشتمل ہو تو یہ چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں مگر جب یہ حالت اللہ کے خوف کی وجہ سے صادر ہو یا ایسی مرض کی وجہ سے ہو جس میں حالات مذکورہ

يستطع منعها وهذا الحكم متفق عليه بين الحنفية والحنابلة وبين المالكية في مسئلة الخشية ۔

کے منع کرنے کی طاقت نہ ہو تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہ حکم مذکورہ بابت خشیت حنفیہ ، حنبلیہ اور مالکیہ کے مابین متفقہ ہے۔

۳ ۔ شیخ العلامہ زین الدین ابنِ نجیم قدس سرہٗ "بحر الرائق" جلد دوم صفحہ ۳، ۴ پر رقمطراز ہیں ۔

والانين والتاوه وارتفاع بكائه من وجع او مصيبة لا من ذكر جنة او نار اى يفسدها اما الانين فهو ان يقول آه كما في الكافي والتاوه هو ان يقول اوه .... واما ارتفاع البكاء فهو ان يحصل به حروف وقوله لا من ذكر جنة او نار عائد الى الكل فى الحاصل انها ان كانت من ذكر الجنة او النار فهو دال على زيادة الخشوع ولو صرح بهما فقال اللهم انى اسئلك الجنة واعوذ بك من النار لم تفسد

نماز میں آہ ، اوہ اور حروف پر مشتمل رونا نماز کو فاسد کرتا ہے ۔ جب دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے صادر ہو ، اور اگر جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے یہ حالات پیش آئیں تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی ۔ انین کا معنی ہے کہ آہ کریں اور تاوہ کا مطلب ہے اوہ کریں ...... اور بکاء مرتفع یہ ہے کہ اس کے ساتھ حروف بھی صادر ہو جائیں ۔ اور لا من ذکر جنۃ او نار کا قول آہ ، اوہ اور بکاء مرتفع تینوں کی طرف راجع ہے ۔ پس حاصل یہ ہے کہ اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے ہو جائے تو زیادتِ خشوع کی دلیل ہے ، اور نماز فاسد نہیں ہوتی ، اور اگر جنت دوزخ پر تصریح کی پس اس طرح کہا "اے اللہ میں آپ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ

صلوٰۃ وان کان من وجع او مصیبۃ فھو دال علی اظھارھما فکانہ قال انی مصاب۔ (فتفسد صلوٰۃ)

سے پناہ مانگتا ہوں" تو تب بھی زیادہ خشوع کی دلیل ہے۔ اور اگر یہ حالت دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے ہو تو پھر یہ اس درد اور مصیبت کی دلیل ہے گویا اس نے کہا میں مصیبت زدہ ہوں (اس صورت میں نماز فاسد ہے)

(۴) فتاویٰ تاتارخانیہ جلد اول صفحہ ۵۷۹ پر علامہ علاالانصاری فرماتے ہیں۔

ولو ان فی صلوٰۃ اوتاوہ او بکیٰ نارتفع بکائہ وفی الخانیۃ فحصل لہ حروف فان کان من ذکر الجنۃ اوالنار فصلاۃ تامۃ وان کان من وجع او مصیبۃ فسدت صلوٰۃ عند ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ۔

اگر کسی نے نماز میں آہ، اوہ کی یا رویا لیکن اس کا رونا مرتفع ہو گیا۔ فتاویٰ خانیہ میں ہے کہ مرتفع رونا یہ ہے کہ اسکی وجہ سے حروف حاصل ہو جائیں پس اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے طاری ہو جائے تو نماز تام اور کامل ہے اور اگر دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے ہو تو اس کی نماز فاسد ہے۔ یہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

(۵) فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۰۰ اور فتاویٰ بزازیہ علی ہامش عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۳۶ پر بھی اوپر دی گئی عبارتوں سے ملتی جلتی عبارتیں ہیں۔

نماز سے خارج اوقات میں بھی سالکین پر وجد طاری ہوتا ہے چونکہ مقلد کے لیے ماخذ استدلال اپنے مذہب کے فقہائے کرام کے اقوال ہیں لہٰذا ان کی کتابوں سے چند عبارات نقل کی جاتی ہیں تاکہ مسئلہ کی پوری طرح وضاحت ہو

جائے۔ نیز طالبِ حق کے لیے مشعلِ راہ اور منکرِ حق کے لیے حجت ثابت ہے۔

(۱) مفسرِ جلیل اور فقیہہ نبیل علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "حاوی للفتاویٰ" جلد دوم صفحہ ۲۲۴ میں فرماتے ہیں۔

سوال: فی جماعة الصوفية اجتمعوا فی مجلس ذکر ثم ان شخصا من الجماعة قام بین المجلس ذاکرا واستمر علی ذلک لوارد حصل له فهل له فعل ذلک سواء کان باختیاره ام لا؟ وهل لاحد منعه وزجره عن ذلک؟

سوال: صوفیہ کرام کی ایک جماعت جب ذکر کے لیے جمع ہو چکی ہو پھر ایک شخص مجلس سے ذکر کرتے ہوئے اٹھ جائے اور انوارِ الٰہیہ کے ورود کی وجہ سے یہ حالت اس سالک پر مداومت سے طاری ہو جائے۔ پس کیا یہ کام اس سالک کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ خواہ اختیار سے اُٹھتا ہے خواہ بے اختیار ہو کر۔ نیز کیا اس سالک کو اس حال سے منع کرنا چاہیے یا نہیں اور کیا اُسے ڈانٹ ڈپٹ کرنی چاہیے یا نہیں؟

جواب: لا انکار علیه فی ذلک وقد سئل عن هذا السؤال بعینه شیخ الاسلام سراج الدین البلقینیؒ فاجاب بانه لا انکار علیه فی ذلک ولیس لمانع التعدی بمنعه ویلزم المتعدی بذلک التعذیر وسئل عنه العلامة برهان الدین الانباسیؒ

جواب: اس سالک پر اس حال میں کوئی اعتراض اور انکار نہیں۔ شیخ الاسلام سراج الدین بلقینیؒ سے بھی یہی سوال کیا گیا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ سالک پر کوئی انکار نہیں اور کسی کو جائز نہیں کہ اس سالک کو اس حال سے منع کرے بلکہ اس حال سے منع کرنے والے کو سرزنش کرنا لازم ہے۔ علامہ برہان الدین انباسیؒ سے بھی

فاجاب بمثل ذلك وزادان صاحب الحال مغلوب والمنكر محروم ما ذاق لذة التواجد ولا صفاله المشروب الى ان قال فى آخره جوابه وبالجملة فالسلامة فى تسليم حال القوم واجاب ايضا بمثل ذلك بعض آئمة الحنفية والمالكية كلهم كتبوا على هذا السؤال بالموافقة غير مخالفة ۔

یہی سوال پوچھا گیا تھا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا اور فرمایا کہ یہ سالک صاحب الحال مغلوب ہے اور اس سے انکار کرنے والا محروم ہے۔ منکر نے تواجد کی لذت حاصل نہیں کی اور عشق حقیقی کا مشروب منکر کو نصیب نہیں حتیٰ کہ علامہ موصوف نے اپنے جواب کے آخر میں فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صوفیہ کرام کے حال تسلیم کرنے میں سلامتی ہے۔ اسی طرح بعض آئمہ احناف اور مالکیہ نے بھی یہ جواب دیا ہے سب نے اس سوال کے جواب پر اتفاق کیا ہے جس میں کسی مخالفت کی گنجائش نہیں ۔

(اقول) وكيف ينكر الذكر قائما وقياما ذاكرا وقد قال الله تعالى " الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم " وقالت عائشة رضى الله عنها كان النبى صلى الله عليه وسلم يذكر الله على كل احيانه "

(میں کہتا ہوں)، کہ کیونکر کھڑے ہو کر ذکر کرنے سے یا ذکر کرتے ہوئے کھڑے ہونے سے منع کیا جائے گا؟ جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " عاقل لوگ وہ ہیں جو کھڑے ہو کر اور بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں "۔ اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے "۔

وان انضم الی هذا القیام رقص او نحوه فلا انکار علیهم لان ذلك من لذاة الشهود او المواجید و قد ورد فی الحدیث رقص جعفر بن ابی طالب یدی النبی صلی الله علیه وسلم لما قال له "اشبهت خلقی وخلقی" و ذلك من لذة هذه الخطاب ولم ینکر ذلك علیه النبی صلی الله علیه وسلم فکان هذا اصلا فی رقص الصوفیة لما یدرکونه من لذاة المواجد وقد صح القیام والرقص فی مجالس الذکر والسماع عن جماعة من کبار الائمة منهم شیخ الاسلام عزالدین بن عبد السلام۔

اسی طرح اگر سالک نے قیام کے ساتھ رقص کیا یا چیخ و پکار کی تب بھی کوئی انکار یا اعتراض اس پر نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ حالت شہود اور مواجید کی لذت کی بنا پر طاری ہوتی ہے اور حدیث شریف میں جعفر بن ابی طالبؓ کا رقص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ثابت ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "کہ آپ کے اخلاق اور شکل مجھ سے مشابہ ہیں" پس ان پر اس خطاب کی لذت کی وجہ سے رقص طاری ہوگیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کوئی انکار ظاہر نہیں کیا۔ پس یہ حدیث تقریری صوفیہ کرام کے رقص اور وجد پر دلیل ہے کیونکہ حقیقی صوفیہ کرام پر یہ حالت مواجید کی لذت سے طاری ہوتی ہے اسی طرح مجالس ذکر اور محافل سماع میں قیام اور رقص بھی جائز ہے اور آئمہ کبارؒ سے ثابت ہے۔ جن میں شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام کا نام مبارک سرفہرست ہے۔

(۲) علامہ محقق اور مدقق سید محمد آمین آفندی شہیر ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی

تصنیف "مجموعہ الرسائل لابن عابدین" میں فرماتے ہیں۔

ولا كلام لنا مع الصدق من ساداتنا الصوفية۔ المبرئين عن كل خصلة رذيلة فقد سئل امام الطائفتين سيدنا الجنيد رحمة الله ان قوما يتواجدون و يتمايلون؛ فقال دعوهم مع الله تعالىٰ يفرحون فانهم قوم قطعت الطريق اكبادهم ومزق النصب فؤادهم وضاقوا ذرعا فلا حرج عليهم۔ اذا تنفسو مداوة لحالهم ولو ذقت مذاقهم عذرتهم فى صياحهم وشق ثيابهم وبمثل ذكر الامام الجنيد حاب العلامة النحرير ابن كمال پاشا لما استفتى۔

اور ہم صادقین سادات صوفیہ کرام کے متعلق کوئی بات نہیں کر سکتے۔ جو کہ تمام اخلاق رذیلہ سے مبرا ہیں۔ حضرت امام الطائفتین سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ بعض صوفیہ کرام ایسے ہیں کہ تواجد کرتے ہیں اور دائیں بائیں حرکات کرتے ہیں یہ کس طرح ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کو اللہ تعالےٰ کے عشق میں چھوڑ دو تاکہ خوش ہو جائیں کیونکہ یہ ایک ایسی قوم ہے کہ طریقت نے اُن کے دل پھاڑ دیے ہیں اور مصائب برداشت کرنے سے انکے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ انکا حوصلہ کم ہو گیا ہے۔ وہ تیز سانس لیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس حال کی مداومت کیلئے وہ سانس لیتے ہیں اور اگر اُن کے حاصل شدہ انوار کا ذائقہ تجھے معلوم ہوتا تو ان کو چیخ وپکار اور کپڑے پھاڑنے میں معذور سمجھتا اسی طرح جب علامہ ابن کمال پاشاؒ سے اس مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بھی جنید بغدادیؒ کی طرح جواز کا فتویٰ دیا۔

عن ذلك حیث قال - شعر

انہوں نے اپنے شعر میں فرمایا ہے۔

؎

ما فی التواجد ان حققت من حرج
ولا التمائل ان اخلصت من باس
فقمت تسعی علی رجل وحق لمن
دعاہ مولاہ ان یسعی علی الرأس

؎ تواجد اور وجد کرنے میں کوئی حرج اور نہ دائیں بائیں حرکت کرنے میں کوئی حرج ہے جب یہ حالت اعلل باطنی سے پاک لوگوں پر طاری ہو جائے پس وجد کی وجہ سے کھڑے ہو کر دوڑنا جائز ہے بلکہ جس کو اس کا مولا بلائے تو سر کے بل دوڑ کر جانا چاہیے۔

(۳) علامہ امام عبدالوہاب شعرانیؒ اپنی کتاب "انوارِ قدسیہ" جلد اوّل صفحہ ۳۹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

وقال سیدی یوسف العجمیؒ وما ذکروہ من آداب الذکر الواعی المختار اما مسلوب الاختیار فہو مع ما یرد علیہ من الاسرار فقد یجری علی لسانہ اللہ، اللہ، اللہ، او ھو، ھو، ھُو، ھو، او لا، لا، لا، او آہ، آہ، آہ، او عا، عا، عا، او آ، آ، آ، او ھا، ھا، ھا او صوت بغیر حرف او تخبط وادبہ عند

سیدنا علامہ یوسف عجمی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ مشائخ نے سالک کے لیے جو آدابِ ذکر بیان فرمائے ہیں تو وہ مختار اور غیر مجذوب سالک کے حق میں ہیں اور مسلوب الاختیار سالک کو اپنے اسرار وارادہ کے ساتھ رہنے دو۔ کیونکہ بے اختیار ہو کر اسکی زبان سے کبھی اللہ، اللہ، اللہ جاری ہوتا ہے کبھی ہوٗ، ہوٗ، ہوٗ، ہوٗ کبھی لا، لا، لا کبھی آہ، آہ، آہ، کبھی عا، عا، عا، کبھی آ، آ، آ، اور کبھی ہا، ہا، ہا، اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے اور کبھی اس کی زبان پر بغیر حروف کی آوازیں جاری ہوتی ہیں اور کبھی بعض کو بعض سے خلط

ذلک التسلیم للوارد فاذا انقضی الوارد فادبہ السکون من غیر تقول۔

ملط کر کے چیختا ہے اور اس کے لیے ادب یہ ہے کہ وارد کو تسلیم کرے پس جب وارد ختم ہو جائے تو اُس کے لیے بھی ادب یہ ہے کہ سکون و وقار سے بیٹھ جائے اور کچھ نہ کہے۔

اس کے علاوہ بھی اسی کتاب "انوارِ قدسیہ" جلد دوم کے صفحہ ۸۲ تا ۸۹ میں بھی حضرت علامہ امام شعرانیؒ نے وجد کے ثبوت میں دلائل پیش کیے ہیں۔

(۴) علامہ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکاتیب شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین شاہ نقشبندؒ کی توجہاتِ عالیہ سے مریدین میں عجیب و غریب حالات رونما ہوتے تھے فرماتے ہیں۔

اصحاب حضرت خواجہؒ در چند روز از غلبۂ حالات فرق در نمکین و شیرین نمی کردند۔ یک بار برکنیزی توجہ نمودند سرشار و بیخود گردید بخانہ رفت۔ مالک اش بدیدن او بیہوش افتاد۔ زن ہمسایہ آمد بدیدن مالک اش مغلوب غلبات و بیخودی و سکر گردید۔

حضرت خواجہ نقشبندؒ کے ساتھیوں پر چند دنوں میں ہی حالات کا اتنا غلبہ ہو جاتا تھا کہ کڑوے اور میٹھے کی تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے ایک کنیز پر توجہ فرمائی تو وہ مست و بیخود ہو کر گھر گئی۔ اسکا مالک اسے دیکھتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ ہمسائے کی عورت نے جب اس کے مالک کو دیکھا تو وہ بھی اس کی حالت کو دیکھ کر مغلوب ہو کر بیخودی اور سکر کے دریا میں ڈوب گئی۔

(۵) حضرت مولانا خالد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین پر بہت جذبات وارد ہوتے تھے۔ حاسدین اور منکرین اس مبارک ہستی کا انکار کرتے تھے تو شاہ غلام علی

دہلویؒ ان کی شان میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

لا مجمع فضائل ظاہر و باطن مولانا خالدؒ با
اشارات غیبی در ہند در شاہجہان آباد نزد
احقر لاشئی رسیدہ در طریقہ نقشبندیہ
مجددیہ مصافحہ بیعت نمودہ۔ باذکار
و اشغال و مراقبات در خلوتی
پرداختند بعنایت الٰہی بواسطۂ مشائخ
کرام ایشان را حضور و جمعیت و بیخودی
و جذبات و واردات و کیفیات و
حالات و انوار حاصل شد۔ و مناسبتی
بہ نسبت قلبی نقشبندیہ داد۔ باز توجہات
بر لطائف عالم امر و لطائف عالم خلق
ایشان کردہ شد۔ و باین توجہات نمی
از دریاہائے نسبتہای حضرت مجدد بہرہ
یافت و باین حالات و مقامات اجازت
و خلافت در تلقین و ارشاد طالبان
ایشان را دادہ شد...... فالحمد للہ
دست ایشان دست من و دیدن ایشان
دیدن من و دوستی ایشان دوستی من و
انکار و عداوت ایشان بمن می رسد
و مقبول ایشان مقبول پیران کبار

حضرت مولانا خالد نقشبندیؒ کے بے شمار
ظاہری و باطنی فضائل ہندوستان میں
شاہجہان آباد میں غیبی اشاروں سے اس
احقر ناچیز تک پہنچے۔ انہوں نے نقشبندیہ
مجددیہ سلسلے میں بیعت کی اور تنہائی میں اذکار،
اشغال اور مراقبات میں مشغول رہے اللہ تعالیٰ
کی عنایت اور مشائخ کرام کے وسیلہ سے
انہیں حضوری، اطمینان، بے خودی، جذبات،
واردات، کیفیات، حالات اور انوار حاصل
ہوئے اور دلی طور پر نقشبندیہ سے مناسبت
اختیار کی۔ پھر ان کے لطائفِ امر اور لطائفِ
خلق پر توجہ کی گئی اور انہی توجہات سے
حضرت مجدد کے ساتھ نسبتوں کے دریاؤں
سے نمی کا استفادہ کیا اور ان حالات و مقامات
کے حصول کے باعث طالبان کو تلقین و
ارشاد کرنے کی انہیں اجازت اور خلافت
دی گئی...... پس الحمد للہ ان کا ہاتھ میرا
ہاتھ، ان کی آنکھ میری آنکھ ان کی دوستی
میری دوستی اور ان سے عداوت رکھنے والا
میرا دشمن اور ان کا محبوب میرے پیران کبار

من .....

و فیض ازان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر دلہای اولیاء وارد شد. بی تابی ہا و اضطراب وولولہ ونعرہ راباعث گشت نعرہ ہای حضرت شبلیؒ از عجائب احوال صوفیہ گفتہ اند. در صحبت حضرت خواجہ باقی باللہؒ میر محمد نعمان و مرزا مراد بیگؒ ورحم اشرفؒ (این ہر دو ازین فقیر استفادہ داشت)، نعرہ و آہ و بی تابی ہا لبسیار حاصل می شد. در خاندان حضرت میر ابو علی النقشبندیؒ آہ و نالہ لبسیار است. اگر در اصحاب شیخ خالدؒ این امور ظاہر شد ہنر و خوبی مولانا است نہ جای طعن ناواقفان ......

کا محبوب ہے ......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض جب اولیاء کرام کے دلوں پر وارد ہوا تو وہ بے تابی اضطراب، جوش اور نعرے کا سبب بن گیا حضرت شبلیؒ کے نعروں کو صوفیہ کے عجائب احوال میں شمار کیا جاتا ہے. حضرت خواجہ باقی باللہ کی صحبت سے میر محمد نعمانؒ مرزا مراد بیگؒ اور رحم اشرفؒ (ان دونوں نے اس فقیر سے بھی استفادہ کیا)، کو نعرہ، آہ اور بہت زیادہ بے تابی کی دولت حاصل ہوئی. حضرت میر ابو علی نقشبندیؒ کے خاندان میں آہ و نالہ کی بہتات ہے اور اگر یہی امور شیخ خالدؒ کے ساتھیوں میں ظاہر ہوتے ہیں تو یہ مولانا صاحبؒ کی خوبی اور ہنر ہے نہ کہ جاہلوں کے طعنہ کا سبب ......

ان عبارات سے واضح ہوا کہ یہ وجد نماز کے اندر اور خارج اوقات میں بھی اگر جنت و دوزخ کی یاد یا اللہ پاک کے خوف کی وجہ سے ہو تو بالکل جائز اور محمود ہے کیونکہ سالک کو اس پر اختیار نہیں ہوتا. البتہ یہ آہ وزاری یا چیخ و پکار کسی بیماری کے سبب ہو تو یہ ناجائز ہے.

جَزَی اللّٰہ عَنَّا سَیِّدَنَا وَمَولَانَا
مُحَمَّدَ صَلَّی اللّٰہ علیہ وَسلَّم مَاھُوَ اَھلہٗ

خطبات سیفیہ

جمعہ، عیدین، والکسوف والخسوف۔ استسقاء۔ نکاح ودعاء عقیقہ

مصنف:۔

مفتی اللہ بخش محمدی سیفی

ناشر:۔

مکتبہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف لاہور

0321-8401546